ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
حسب فرمائش جناب حاجی غنی احمد صاحب تاجر کتب
چوک — لکھنؤ
دیوان امیر رنگین
باہتمام احمد حبیب احمد بن جناب حاجی غنی احمد صاحب مدظلہ
در مطبع سراقی واقع لکھنؤ مطبوع

قیمتی مشورہ

جب آپ مصائب کی گھنگھور گھٹاؤں میں گھرے ہوں۔ ہر چہار طرف خوفناک تاریکی پھیلی ہو۔ مفر کی کوئی راہ نظر نہ آتی ہو۔ صبر کا دامن امیدوں کے ہاتھوں سے چھوٹتا جا رہا ہو۔ اپنے پرائے مدد سے انکار کر چکے ہوں۔ عزیز و اقربا دشمنی پر آمادہ ہوں۔ آسمان مصیبت کے پہاڑ گرا رہا ہو۔ دنیا خون کی پیاسی ہو۔ ایسے وقت مایوسیوں کا آسرا ناکاموں کا سہارا دردمندوں کی تسکین غمگینوں کی تشفی کا ذریعہ بزرگان دین کے عطا کردہ

تعویذات ہیں

جو حاجی غنی احمد تاجر کتب پٹکاپور کانپور سے عمہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر منگوا سکتے ہیں

آپ ان سے کام لیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام پریشانیاں کائی کی طرح چھٹ جائیں گی۔ ہر مرحلے فتح و ظفر قدم چومے گی۔ اقبال سایہ افگن ہوگا۔

اگر آپ چاہتے ہیں

آپ کا یہ اسلامی ادارہ **مطبع رزّاقی پٹکاپور۔ کانپور**

اشاعت قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب کا عظیم الشان بابرکت کام اعلیٰ پیمانہ پر جاری رکھے تو اسلامی اخوت کے نام پر مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ حقیر رقم اور تھوڑے سے وقت کا ایثار کر کے ہمکو اپنے مقامی تاجران کتب اور اسلامی مکاتب کے مکمل پتہ تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیکھ ان خلال سے رخسارِ جانان کا تپاک
بڑھ گیا ہندو سے ای جرکین مسلمان کا تپاک

گویا جھی چھی ہوگی لدن گوہ گھیر آبدست
مدعی کو گو میں نہلائے گا جانان کا تپاک

فاتحہ گو گل جلا کے دینگے گو گا پیسہ کا
کم ہو غیرو نسے اگر اس آفتِ جان کا تپاک

دشتِ وحشت خیز کو گو سونگھ کے تپے ہو گئے
اب کہان باقی رہا وہ جیب و دامان کا تپاک

انکے پاخانے میں گیسے بجیا بنتے ہیں لوگ
پائخانے سے رہے کیا جسمِ عریان کا تپاک

گھبرے بھی رہتے ہیں اغیار نجس اس حسک کو
لغیدیو نسے بڑھ گیا شیرِ نیستان کا تپاک

سو رہے ہیں تم جلی پھسکی جو کوئی چھوڑ دو
برق باران سے نہ چھوٹے ابرِ باران کا تپاک

جم جائے جبکہ یاد میں اس دلربا کا رنگ
اڑجائے بلبل رنگین نوا کا رنگ

سمجھوں عروسِ باغ کے لہو
جسدم دکھائی ہاتھ میں وہ گلنما کا رنگ

جب سے ڑجا ہی شیخ کا قبر سیر نیے ربط
بدلا ہے گوہا بھی چھی سے انکی قبا کا رنگ

پاخانہ اسکے فیض سے رشک چمن بنا
اس زعفران لباس کے ہگنے مین یاد ہے
ہر دست مین خلال کی صورت نظر پڑے

گندہ بہار مین بھی نہ بدلا ہوا کا رنگ
سدّو مین کیا عجب ہے جو ہو کہربا کا رنگ
جم جائے گنجفہ مین جو اس ہیوقا کا رنگ

اس گلبدن کے عشق مین چرکین بھرون وہ آہ
اڑ جائے مثل باد چمن کی ہوا کا رنگ

نیم بسمل نہ اسے چھوڑ کے گھر جا قاتل
موت کی دھار سے بدتر مین سمجھتا ہون اسے
سہمگین ہو گئی ایسی مری صورت دم نزع
مین تنا کہین مشہور نہ ہو جاوے تو
قتل کی غیر بجنس کے ہے اگر دل مین امنگ
دست پر دست چلے آسترے لے جلد خبر

رقص چرکین کا ذرا دیکھ تماشا قاتل
کسکو دھمکاتا ہے چمکا کے وہ دھارا قاتل
ہگدے دہشت سے جو دیکھے مرا لاشہ قاتل
میرے لاشہ پہ ذرا رو بیٹھ کے اتنا قاتل
زہر قاتل مین بجھا اپنا تو تیغا قاتل
تیرے بیمار کا اجال سے ہے نیلا قاتل

دست بردار ہو ان بالون سے آجانے دے
قتل چرکین کو نہ کر گو نہ اچھلوا قاتل

لگے دیتے ہیں ہر آن کے عقاب سے ہم
بتنگ آئے ہیں دنیا کی گو ہاچھی چھی سے
فلک ہو طشت ستارے ہون پھٹکیان گو کی
ہو اسکی کھڈی مین صرف اپنی کالبد کی خاک

کر چون بھی کر نہین سکتے جناب سی ہم
ہو قبض صاحب خبس چھوٹین اس عذاب سے ہم
جو گو کو چھپکے بھی نسبت دین آفتاب سے ہم
یہ جلتے ہین زمانہ کے انقلاب سے ہم

لگے گا دل کبھی جرکین تو وصف جانان مین
کہین گے شعر کئی اور آب و تاب سے ہم

سبب دلکو الفت نے لعف بتان نہین معلوم
کیا ہے گو بجز سحرہ کا وصف کسنے بیان
بنا ہے چرخ برین طشت کہکشان کی ڈی
پیٹین گے شیخ جی عمامہ بجگر مے ناب
ہوئی ہے زلف کے سودے مین اسقدر پیچش
ہمارے سینا پس بنایا ہے گھر ہوا ے منعم

مروڑ سی اٹھتی ہے پیٹ کیون ہر زمان نہین معلوم
غلیظ کیون ہے ہماری زبان نہین معلوم
ہگے گا کون سا شوکت نشان نہین معلوم
امید زیست مجھے مہربان نہین معلوم
امید زلیست مجھے مہربان نہین معلوم
ہمارے ہگنے کی کیا داستان نہین معلوم

ہمیشہ رہتے ہو بیت الخلا مین تم جرکین
جہان مین کسی کو تمہارا امکان نہین معلوم

تمہارے ہجر مین حاجت کیا جناب ہمین
نا پایا اس سے کبھی اپنی گفتگو کا جواب
دماغ کو یہ خوش آتی ہے اسکے موت کی بو
مٹری کیلئے گو تھاپتے ہین ہم کتنک
کبھی پلید گھسیل کبھی بھٹیل

عمل سے کے دست سے بدتر ہے اب شراب ہمین
دہان یار نظر آیا لا جواب ہمین
کبھی نہ سونگھین اگر دی کوئی گلاب ہمین
جمال اپنا دکھا اوپری شتاب ہمین
ہر ایک آن سے ملتے ہین خطاب ہمین

مروڑ سے پیٹ مین اٹھین نہ کس طرح جرکین
کسی کی زلف کا یاد آیا پیچ و تاب ہمین

کپڑے چرکین جب بدلتے ہیں — عطر کے بھبکے موت سے ملتے ہیں
نہیں کہتے ہیں غیر ہم کو بُرا — اپنے منھ سے یہ گُو اگلتے ہیں
کس شجر کے ثمر ہیں سیبِ ذقن — نہ تو سڑتے ہیں نہ یہ گلتے ہیں
بزمِ جاناں میں جا رہا ہے غیر — ہر طرف سے اشارے چلتے ہیں
تیرے بیمار کے تلے غمخوار — پوتڑے دم بدم بدلتے ہیں

طبعِ چرکین بھی طرفہ سانچا ہے
گو کے مضمون جس میں ڈھلتے ہیں

سگِ دنیا جو ہیں کب جود و سخا رکھتے ہیں — گو بھی پی کیطرح سے وہ چھپا رکھتے ہیں
یار کی زلف میں جو بیٹھ کے روغن کی لینا — ویسے ہم لوگ کہاں بختِ رسا رکھتے ہیں
پادنے میں جو کیا کرتے ہیں غیبت میری — خسر وہ سنڈاس سے دو چند مزا رکھتے ہیں
ہم بھی گاڑ دینگے تجھے چونچ چرا چھوڑ دے غیر — سن لے پیارے تجھے یہ بات سنا رکھتے ہیں
غنچے کے منہ سے نوا سنج ہیں مرغانِ چمن — پاد پاد اس گلِ خندان کو دجا رکھتے ہیں
گو ہا جچی کے سوا کچھ نہیں حاصل ان سے — گوہ وہ کھاتے ہیں جو امیدِ وفا رکھتے ہیں
شیخ جی کھاتے ہیں افیون کی گولی شب بھر — بیٹے صابون کے شافون کو بنا رکھتے ہیں
اور بھی خوبی تقدیر سے ہو جاتا ہے قبض — اُٹھیں دست آتے ہیں جب غیر دوا رکھتے ہیں

گوز کی بو سے معطر ہے چرکین کا دماغ
تجھ سے اُمید یہ اے بادِ صبا رکھتے ہیں

چرکین مرے کوچہ مین کہین رہنے نہ پائے
ہتر سے یہی حکم ہے اس آفت جان کا

مہر و وفا کے بدلے ستم یار نے کیا
چرکین اثر یہ آہ شرر بار نے کیا

پھر گفتگو دہن کی لگی آنے بیچ مین
پھر گوز بند یار کی گفتار نے کیا

گو مین نہائے خوب سے جھاڑے گئے کمال
بوسہ طلب جو یار سے اغیار نے کیا

گو دابھی ہڈیون کا جلا کر کیا ہے خاک
چرکین سے سلوک تپ خار نے کیا

تو نے آنا جو وہان غنچہ دہن چھوڑ دیا
گل پہ پیشاب کیا ہم نے چمن چھوڑ دیا

عطر کی بو سے معطر ہوا بلبل کا دماغ
گوز اک تو نے جو اے غنچہ دہن چھوڑ دیا

خوب سا چلا ہگیگا شیخ رند و چل ہے
دو ملا جب سے سلاطین جبہ بر اک مین

یا بن ہر گل گل آدم ہے اور گھورا چمن
گو کی بو آتی ہے اے بلبل ہماری ناک مین

ہے متوطا طفل اشک غیر دامن مین نہ لے
موت بھر جائیگا پاکیزہ تری پوشاک سے

خوب سا گوتا کرا اچھلے شہر مین ہولی کے دن
چل یہ آئی خیال کا فر بیباک مین

پادا الوپی سا ہے چرکین ناز سے بولا وہ شیخ
دب گیا ہوگا وہ گھورے کے خس و خاشاک مین

کام تیرا غیر کو ہے بزم جانان مین نہین
ایسے نامو کی جا باغ رضوان مین نہین

غوہ کرنا گو کا کھانا ہے برابر جان تو
ہے سگِ ناپاک گر اخلاق انسان مین نہین

یار بن روشن کے آگے صاف ہے گوبر کا چھوت
نام کو بھی تو زبان مہربان مین نہین

یار بن گھورا نظر آتا ہے سب صحن چمن
میرے آگے خار ہین سنبل گلستان مین نہین

گو چہ مین اس برق وش کے مجکو لیجائے ہوا
اتنی بھی توفیق چرکین آبِ باراں مین نہین

چرکین غرض نہین گل و گلزار سے ہمین
مطلب ہے پائخانۂ دلدار سے ہمین

بھرتیل کبھی پلید کبھی اور لڑ کبھی
لاکھون خطاب ملتے ہیں سرکار سے ہمین

کرتا ہون عرض حال تو کہتا ہے گو نہ کھا
ہوتا ہے دردِ سر تری گفتار سے ہمین

گودے ہمیت جلکے ہو چونہ ہر استخوان
امید ہے یہ آہ شرربار سے ہمین

تا عمر دسترس نہ ہوا اس پہ ایک دن
چرکین کو عشق اس بت بے پیر سے ہوا

کاش گھورے پہ ہو قسمت کا تری زر پیدا
تو بھی چرکین چلن نیاریون کا کر پیدا

دفع حاجت کو گئے شہر سے جنگل کو ہم
اپنا گو کھانے کو وان بھی ہوے سور پیدا

گردنِ شیخ پہ رندون نے رکھا بارِ گناہ
کھاد اٹھوانے کو اچھا یہ کیا خر پیدا

گاؤدی غیر ہے بچھوائیے اُپلے اس سے
گاؤخانہ مین جو ہر روز ہو گوبر پیدا

گو نہ کھا یون دہن رندونکو سمجھ جھوٹے بول
صوفیا ہوش مین آ عقل و خرد کر پیدا

کوچۂ یار مین بھولا جو ہے گوگرشتہ
بلبلو ہو گا نہ پھر ایسا گل تر پیدا

اسکے دولتخانے کی دیوار پہ کہگل کیجیے
لید گر توسنِ فلک کی ہو زمین پہ پیدا

پہونچے دست مین آتے ہیں پیچش میں مجھے
عشق گیسو کے سبب ہوتے ہیں پر پیدا

وصف گیسوئے معنبر مین غضب چیر کین سنے
گو کے مضمون کیئے غیر سے بہتر پیدا

چمن مین پھینکا اس گل نو جو استنجے کے ڈھیلے کو
کھلا چکے تو ڑا اسنگدانہ اسنے بلبل کا

قلم اپنا نہ کیونکر مشک ہوتا وصف لکھنے مین
ختن ہی چین گیسو مشک نافہ کا مل کا

ٹپکتا رنگ گل ہر عضو سے ہے بس بے رنگینی
گلاب قسم اول کیون نہ ہو پیشاب اس گل کا

لگا ہے سہانیڈی بولا بنگالی سے
کہا جب مین نے کیا ہی حسن ہے شان تجمل کا

دیگر

سر وہی کھینچ کے قاتل جو ادھر کو جا نکلا
ہگا ہگا دیا سب کو جدھر جا نکلا

نظر پڑے جبے وہ ہاتھ اسکو دست چھٹے
کبھی جو باغ سے مل کر وہ گل خفا نکلا

یہان تلک تو رہا ضبط دار عشق سے مجھے
نہ انجمن میں کبھی گوز ہی مرا نکلا

پڑا ہے صورت مردار جس جگہ چپ کر کین
کبھی نہ لید اٹھانے بھی کوئی آ نکلا

اس گلعذار کا جو گذر ناگہان ہوا
فیض قدم سے گھورا ہر اک گلستان ہوا

مرغ چمن کا نالہ اڑادون گا پادسا
گو کھانے کے عبث وہ مرا ہمزبان ہوا

میرے نہ کان چھوٹیئے بس گو بر کھائیے
بولا وہ ناز سے جو میں گرم فغان ہوا

پیشاب کرکے جو پس دیوار کر چلے
بیت الخلا تمھارا ہمارا مکان ہوا

گو کھانے پھر نہ آئینگے اغیار سنگ سرشت
بیت الخلا کا بند اگر نابدان ہوا

گو ہین نہائے غیر نہانے کو جب وہ شوخ
چرکین کے ساتھ جانب دریا روان ہوا

اگر بیت الخلا سے یار چرکین کام جان ہوگا
وہیں تسکین دل ہوگی وہیں آرام جان ہوگا

سمند گوز نکلے گا تو جان غصے سے جائیگی
یہ گھوڑا تو سن چرخ روان کا ہمعنان ہوگا

مرض پیشاب کا ہو گر زمین کو ہر جا نا مین
یقین ہے دلکو قارورہ یکا شیشہ آسمان ہوگا

اگر تعریف بھی کیجیے تو ہو جاتی ہیں گھیانے
چرک پد نا نہ تم سا بھی کوئی اے مہربان ہوگا

ہگے دیتے ہین مرغان چمن صیاد کے ڈر سے
یقین ہے گو سے لتھڑا ہوا صبا ہر شیان ہوگا

فلک نے مار ڈالا کیسے کیسے ہگنے والونکو
مقرر اس برس کچھ کھاد کا سودا گران ہوگا

شب فرقت یہ گوا چھلے گا چرکین کے تڑاپنے سے
ستارے پھٹکیان مرچھوت گھورا آسمان ہوگا

چرکین غرض نہین گل گلزار سے ہمین
مطلب ہے پائخانۂ دلدار سے ہمین

جل جل کے گو ہو خاک تو کھانا حلال ہے
فتوا ملا ہے شیخ سے ابرار سے ہمین

محفل مین اسکا گوز جو بھر سے نکل گیا
کس درجہ انفعال ہوا یار سے ہمین

چرکین بند ہینگے گو کے جو مضمون اس قدر
آنے لگے گی سے ترے اشعار سے ہمین

بوسہ طلب تجھ سے جو اے خوبرو کرین
سیب ذقن دھرے دھرے سڑ جائین بو کرین

دیوانے اپنے چاک گریباں کو سی چکے
پھٹ جائے بھی اگر تو نہ ہرگز رفو کریں

ہگ ہگ کے پاد پاد کے وہ مارے بوجھ کے
سہرا جو طوق قیس کے زیب گلو کریں

جو لوگ شیفتہ ہیں ترے سرو قد کے یار
پیشاب بھی نہ جا کے لب آب جو کریں

سائل کو شہد لب کے وہ کہتا ہے گو نہ کھا
کس منہ سے بوسے لینگی ہم آرزو کریں

عاشق جو ہو تو ناصحوں کے منہ کو جان
گوز شتر سمجھیے جو کچھ گفتگو کریں

ملّا کی گو آبدست کے لیں بہر شست و شو
چرکیں مری ہوں شیخ جو اس سے وضو کریں

موت کی تنہائی سے وہ کم ساقیا ساغر نہیں
خون سور کا ہو وہ تجھ بن بادۂ احمر نہیں

کھانا پینا موتنا ہگنا نہ کیونکر بند ہو
زیست کا جس سے مزا تھا پاس وہ دلبر نہیں

غیر کو لے تو نہ ہمراہ رکاب اے شہسوار
لید اٹھوانے کے قابل بھی یہ گیدی خر نہیں

گو میں جو ڈالیگا ڈھیلا چھینٹے کھائیگا ضرور
شیخ صاحب ہاگنا نہ دھوتے کچھ بہتر نہیں

گو متی میں غیر کو نہلا نہ ساقی اے بحر حسن
کم نجس ہے وہ سگ ناپاک جب تک تر نہیں

عمر چرکیں کا ہوا گل اور بہ پرفن چراغ
کھڈیوں میں ہتروں کے لگتی ہے کر روشن چراغ

کیا کرے جوں وحرا کوئی دیار حسن میں
اسے پہ یہ وہ ہر ترے پیشاب سے روشن چراغ

شب کو ہگنے کیلئے آیا جو وہ رشک قمر
پائخانے کا نظر آیا ہر اک روزن چراغ

وہ نجس ہوں پھولوں کے بدلے گل آدم چڑھے

چاہیئے گور پر کا اے چرکین سر مدفن چراغ

جب سے گئے ہیں کوچۂ دلدار کی طرف
چرکین نہ جاؤں پھر کبھی گلزار کی طرف

مقعد پیر کے گوہر دندان جو ہاتھ آئیں
دیکھوں کبھی نہ موتیوں کے ہار کیطرف

میلا ہے گوگا پیر کا چھڑیوں کی سیر ہے
چلیے نواز گنج کی بازار کی طرف

جوش جنون مین ہمکو یہ پاس ادب رہا
موتے نہ اور پری رخی دیوار کی طرف

غیر دستے اور یار سے گھرا ہی آبدست
اس حال مین وہ کیا ہو گنہگار کی طرف

چرکین کو مزبلے سے وہ ہمراہ لے چلے
جاوے صبا جو محفل دلدار کی طرف

مژدۂ وصل آئے جب سنے فراق
ہگنے لگتے ہین مبتلائے فراق

ہگ چکے خون عاشق ناشاد
اب کوئی اور رنگ لائے فراق

اسنے سیکھے اگھوریون کے چلن
کیون نہ چرکین کو آکے کہائے فراق

دیگر

بھلا کیونکر نہ آئے دستا ہی چرکین مجھے خونکا
تصور جب بندھے ہگنے مین اسکے روئے گلگون کا

دکھائیگا اگر وہ بحر خوبی چشم کی گردش
یقین ہے حوض ہو جائیگا سفرہ پیر گردون کا

یہ گو کھانا ہے جو دولت کما کر جمع کرتے مین
سنا تمنے نہین کیا غافلو افسانہ قارون کا

ہزارون پیچ اٹھین پیٹ مین دہشت سے تمہارے
سنے گر سانپ افسانہ جو تمکی زلف شبگون کا

نہ کرنا عشق اسکے خال مشکین سے کبھی چرکین
نہین تو مار ڈالے گا تجھے یہ نشہ افیون کا

پاخانہ وہین ہوگیا گلزار تمھارا
وہ کون ہے جس سے نہین تار وہ ملا ہے
ناپاک ہین اغیار تم ان کو کرو قتل

کھڈی مین گرا لوٹ کے جب یار تمھارا
بندے ہی پہ موقوف نہین پیار تمھارا
ہووےگا نجس خنجر خونخوار تمھارا

پیدا ہر ایک دانے کی جا سیکڑون خرمن
گو دل سے ہے چرکین جو زمیندار تمھارا

بیت الخلائے یار مین کیا غیر جا سکے
پیشاب سے منڈائین کیون داڑھی شیخ جی
پھولے پھلے ہر ایک شجر خشک باغبان

دہشت سے گوز بند ہے اس نابکار کا
رندون کو دھوکا ہوتا مجھ پہ زنار کا
تھالون مین گو پڑے جو مرے گلعذار کا

دیگر

نہ غیر گو نے سے ای یار ربط کر پیدا
جو ایک دست بھی آوے تو جان باقی ہے
چمن مین جاتا ہون تجھ بن تو بوئے گل سے مرا
دیکھ اس گوہر نایاب کے پیشاب کی بوند
قمریان موتتے جائین کبھی سرو کے پاس
کیا کہین تجھ سے کہ کیا ہوئی چرکین کو ہوس

نہین زمانہ مین اس سا کوئی لچر پیدا
ہگوانے آج کل ایسا کیا اثر پیدا
دماغ سڑتا ہے ہوتا ہے دردسر پیدا
جوہری نام نہ لے اور نہ سلطان تیرا
گر چلین دیکھین جو ہے سرو خرامان تیرا
پائخانے مین بدن دیکھ کے عریان تیرا

مہربان چرکین جو وہ مہتر پسر ہو جائیگا
موتنے مین آیا گر دندان جانان کا خیال

اپنا بھی بیت الخلا مین اسکے گھر ہو جائیگا
بھو گریگا موت کا قطرہ گہر ہو جائے گا

جلوہ فرما ہو اگر گھوڑے پہ وہ خورشید رو
چھوٹ گو کا غیرت قوس قمر ہو جائے گا

مجھ سے چرکین وہ خفا ہو گیا
رعب سے پیشاب خطا ہو گیا

تو نے نہ اسہال مین پوچھی خبر
دستون سے یہ حال میرا ہو گیا

ہگ دیا دہشت سے شب ہجر مین
دم مرا جینے سے خفا ہو گیا

توڑ چکے ہو گوز سے اپنا وضو
شیخ جی صاحب تمھین کیا ہو گیا

شیخ جی اب اس کو بدل ڈالیئے
آپ کا عمامہ سڑا ہو گیا

طائر ذکر صف اغیار بھی
گوز کے مانند ہوا ہو گیا

شوخی مین اے شوخ ترا خون مگر
رنگ مین وہ رنگ حنا ہو گیا

سبزۂ خط آیا جو چرکین کو یاد
زخم جگر اور ہرا ہو گیا

غیر کا دھڑکے سے ہوا دل کیون جاری خون ہوا
کوچۂ گیسو مین مجکو دیکھ موئے جون ہوا

غیر کو بیت الخلائے یار کی خلوت ملی
دیتے ہین مہتر گل آدم مُنہ سے نذرانا آج

نعمتین دنیا کی سب کل ہگ میسر تھین جنھین
لید مین بھی نہین ملتا ہے ان کو دانہ آج

خوب ہوجی ہگ ہی دیتے گو اُچھلتا فرش پر
بھاگتے گر شیخ محفل سے جو بیعانہ آج

وصل کا وعدہ کیا بیت الخلا مین یار نے
پنجۂ مژگان سے جھاڑا چاہیئے پاخانہ آج

خواہش آرائش گیسوئے جرکین یار کو
چاہیئے پنجہ کی ہڈی کا بناوین شانہ آج

بے ڈول ہے کچھ آپکے بیمار کی طرح
منھ پر ہمارے چھوڑدین آتے ہی پھسکیان

گھورے پہ اسکا حال ہے مردار کی طرح
طرفہ نکالی آپ نے یہ پیار کی طرح

جرکین دل اسکے نذر کرون اس ادا کیساتھ
ہگدے جو میرے یار طرحدار کی طرح

جو شیفتہ ہے رخسار و قد دلبر پہ
یہ مبتلا سے ہوا غیر اُس کے منھ کا حال
بلند ہو جو کبھی گوز یار کی آواز
جو گوش زد ہے کسی گلعذار کی آواز

کبھی نہ موتتے وہ جا کر گل و صنوبر پہ
وہ جانتے نہیں کہ اولے پڑے ہیں گوبر پہ
نہ نکلے سامنے اسکے ستار کی آواز
صدائے گوز شتر ہے ہزار کی آواز

چمن مین پادکے اس رشک گل نے ہگ مارا
صبا نے بھی نہ سنی اُس بہار کی آواز

آ نہین سکتا ہے گو جرکین ہمارے در کے پاس
بیٹھکے طرنے ہگ نہ دینا مجھ سے کہتا ہے کمین
بھری جو ساقی نے جرکین شراب شیشہ مین
نشہ ہے وصل کا اس بت کے میرے دلمین خلل

موت کا دریا بھرا رہتا ہے اپنے گھر کے پاس
بیٹھ جاتا ہون اگر مین اس پری پیکر کے پاس
دکھائی کیفیت آفتاب شیشہ مین
پری اُتاری ہے لاجواب شیشہ مین

طبیب دیکھ کے اس رشک گل کا قارورہ
سمجھتے ہین کہ بھرا ہے گلاب شیشہ مین

پلائی ساقی نے اسمین سے پیدو نکو ضرور
ہوئی جو موت کی بدتر شراب شیشہ مین

جو چشم مست کو اس بت کی دیکھے اے چرکین
تو دل ہو دختر رز کا کباب شیشہ مین

یار کا بیت الخلا ہی ہفت باب آسمان
طشت ہی مہتاب اور چھوت آفتاب آسمان

جس زمین پر جا ماری طفل اشک اپنا کبھی
موت کے ریلے مین بہ جائے سحاب آسمان

جلوہ فرما ہو اگر وہ ماہ پروین تو ہو کھاد
ہو زمین گھورے کبھی گرد و جناب آسمان

طفل گردون کو چپٹے ہین دست کیا اس کے گو
ہو چڑھا گو کا ہے یہ نیلی نقاب آسمان

شیخ جی اسپر جو موتین رند پھر کر آفتاب
ریش حضرت ہو شعاع آفتاب آسمان

گو کا کیڑا اختر طائر ہوا اے ماہرو
چھوت گو کا ہی بعینہ ماہتاب آسمان

وصف اے چرکین لکھا کس ماہ کے پاخانے کا
سات بیتین ہین جواب ہفت باب آسمان

باغ مین جاوے تو شیخ اب نہ ہیں اس تنگ مین
کیا اڑا دینگے گریبان دم کرینگے ناک مین

پیشتر گو کھاتا ہی گو ہیا ناس فی المثل
غیر اغلامی پچا پڑتا ہے اب گو راک مین

روکتا ہے تو عبث چرکین کو اے پاسبان
سدہ رہ میرا نہ کوئی اس مت شغل گہ مین

مژدۂ وصل آئے جائے فراق
ہینگ سے گئے ہین مبتلائے فراق

ہگ چکے خون عاشق ناشاد
اب کوئی اور رنگ لائے فراق

پو تڑے ابتدا مین سے کھتے ہین
اس کے بیت الخلا مین رہنے سے
اسنے سیکھے اگھوریون کے چلن
شیخ جی کو طبیبون نے بتایا ہے عمل

دیکھئے کیا ہو انتہا ہے فراق
یاد بگل دار جو رضا ہے فراق
کیون نہ چرکین کو آکے کھائے فراق
سو گیا پھر آج کل ان کو خلل سرسام کا

سامنے اسکے نہ کیجے گفتگو ہر ایک سے
گو اچھالے گا بہت چرکین ہم اپنے نام کا

معطر ہو گیا اک گوز مین سارا مکان اپنا
سنے گر رستم دستان تو ہگدے رہے خطر کیجے
چلین گے دیکھنے جب روز گو گا ہیر کا میلہ

ترا یہ مشغلہ گل پیرہن ہے عطردان اپنا
غرض اظہار کے قابل نہین ہوئے نہان اپنا
بنے گا مہتر و نکالو گر اتخت روان اپنا

سخنگوئی کو کر کے ترک ادن پدن اب کیجے
نہین دنیا مین اے چرکین ہے کوئی قدردان اپنا

موت دیوے جو ابھی خنجر بران تیرا
کوے جانان کے یہ باشندے ہین اے نگہ آگہے

سامنا کر نہ سکے رستم دستان تیرا
باغبان گھور سے بدتر ہے گلستان تیرا

خوف صیاد سے یون تنگ نہ کرے گلشن مین
گوز بھی بند ہوا ہے مرغ خوش الحان تیرا

قبض سے اب یہ حال ہے صاحب
روتے انسان کو ہنساتا ہے

یاد نا بھی محال ہے صاحب
گوز مین یہ کمال ہے صاحب

شیخ صاحب سرِ مبارک پر
رند کہتے ہیں پھبتیاں اس پر

یہ مڑی سی جو شال ہے صاحب
لینڈی کتے کی کھال ہے صاحب

پیو چرکین شراب کھاؤ کباب
اک حرام اک حلال ہے صاحب

یارب کسکو خوش آتی ہے نوائے عندلیب
بسکہ یکرنگی ہے حسن و عشق میں اے دوستو
موت کا شربت پلا دیوے اگر تو باغبان
اتحاد عشق و معشوق سے کیا ہے عجب

چپ رہے گلشن میں آتا گو نہ کھائے عندلیب
گوز میں اس گل کے آتی ہے صدائے عندلیب
گو کی نالی باغ میں ہگ ہگ بہائے عندلیب
طفل غنچہ کو پاؤں پر ہگائے عندلیب

ڈھیر ہگ ہگ کر کیا ہے اسنے چرکین ہر طرف
ابتو ہے کنج چمن بیت الخلائے عندلیب

نہ آئی ہجر میں کو ایا انتظار بہت
مثل ہے کافی ہے چیونٹی کو موت کا ریلا
جہان ہگتے تھے خزین گل وان ٹپری ہیں گھسکے ڈھیر

اجل نے بھی کیے نخرے ہیں مثل یار بہت
ضعیف ہوں مجھے ہے جسم آشکار بہت
کیا ہے بار خزان نے چمن کو خوار بہت

نہ اپنی لاش کے اُٹھنے کی فکر کر چرکین
حلال خور بہت شہر میں چمار بہت

کل جو تیرے قید گیسوے چھٹا تھا اک پری
کوبہ کو گو کھاتا پھرتا ہے وہ دیوانہ آج

جو حال دل کہوں کہتا ہے گو نہ کھا چرکین

صورت اس شوخ کی جس روز سے دیکھی ہے ہگنے	نام لینا تڑا اسے عمل مین چھوڑ دیا

روز و شب ہگنے سے تم اسکے خفا ہوتے تھے
مہتر و خوش رہو چرکین نے وطن چھوڑ دیا

تھا گرفتاری مین جو خطرہ مجھے صیاد کا	اڑ گیا بیت الخلا ہگ ہگ کے گھر صیاد کا
یار کے قد کا جو آتا ہے مجھے ہگنے مین دھیان	لینڈی استادہ پہ ہوتا ہے گمان شمشاد کا
مجھ سے رہتا تھا خفا مہتر پسر ملوا دیا	کیا کرون مین شکر گو کا پیر کی امداد کا
روبرو اعلیٰ کے اسفل سرکشی کرتا نہین	سامنا جسکی سے ہو سکتا نہین برباد کا
شدت درد جدائی سے مین گو ہون جان بلب	و حیان ہے اس حال مین بھی اس ستم ایجاد کا
ایکدن ال ... اس بت کا پیچھا قہر سے	تھا مگر گوز شتر نالہ دل ناشاد کا
بھر دیے مین کیست بدہضمی ہوگی شیخ نے	کوئی خواہش مند اب دہقان نہین ہے کھاد کا
تا وے نے مین شیخ کیا مجھ سے کریگا ساد کا	... مین نہین فرق ہے شاگرد اور استاد کا
ہے دعا ہر روز و شب چرکین کی گو کا پیٹ	مین بھی اب مہتر نہون جا کر الہ آباد کا
خطرہ ہر ایک ترک کو شمشیر سے ہوا	تا ورک گوز بند ترے تیر سے ہوا
رویا جو اسکے دست حنائی کی یاد مین	ہر اشک سرخ خون بوا سیر سے ہوا
پیچش کبھی شکم مین کبھی سدے پڑ گئے	جسدن سے عشق زلف گرہگیر سے ہوا
قطرہ گرا زمین پہ جو بنتک گل بنا	پاخانہ باغ خون بواسیر سے ہوا

گو گل جلائے سیکڑون سفلی عمل پڑھے

اُس تنگ نہ دست رس کسی تدبیر سے ہوا

گوز اک ایسا لگایا ہے پرانی چال کا
پٹ تو ہاتھ آئی نہیں خواجہ سرائے کہنہ کی
فتنۂ محشر دبیں ہگ دیوے مارے خوف کے

دل شگفتہ ہو گیا اس سے مجھ بیحال کا
دو قریہ دنیا مین کتنا اس پرانی چال کا
گر سنے وہ شور پادے یار کی خلخال کا

صورت اسکی دیکھکر چرکین ہون کیون باغ باغ
خوشنما ہوتا ہے ایسا پھول کب کچتال کا

لگا کر غیر سے اتنا بھی چسر کا
بگوڑا کون گذرا ہے ادھر سے
ترے اٹھتے ہی اوڑ رشکِ گلستان
جو آنکھون نے نہ دیکھا تھا سو دیکھا

بھرا سب ہگ کے پاجامہ ادھر کا
پٹا ہے گو سے رستہ بحر و بر کا
ہوا گھورے سے بدتر حال گھر کا
اٹھا پردہ جو پاخانہ کے در کا

پڑا ہو گا کسی گھورے پہ چرکین
پتہ کیا پوچھتے ہو اس کے گھر کا

چرکین رہا نہ پاس تجھے نام و ننگ کا
سدو نپہ سدے نکلے ہی آتے ہیں متصل
قبض الوصول لیکے بھی دیتا نہیں مگر
یان تنگ ہین چرخ سفلہ سور و بالا زیان
گو مین جلین گی ہڈیان نادر سے شخص کی

قائل ہون اپنے نتھنے کے ترنگ کا
ہے کون شیخ پاد کرے مہر اسرنگ کا
ممسک مزاج ایسا ہے اس شوخ شنگ کا
لینڈی سے گوز بند ہے شیر و پلنگ کا
انجام ہوتا ہے یہی آمادہ جنگ کا

سُر سیکھا نہ تو کبھی گُنبد حار کے سوا
چرکین اگر ہو شوق تجھے راگ رنگ کا

سمجھے عقیدے سے جنون بیت الخلا کی یار مین
گوز کے مانند نکلے اپنا جھٹکارا ہوا

جانا اہل آبرو کو دے کبھی گندہ مزاج
حوض پاخانہ مین کب تعمیر قصر آرا ہوا

گھورے گھورے پہ اک مہتر پسر ہو جائیگا

رند ہر اک مارے خطرے کے موت بہ گیا
محتسب کے آتے ہی میخانہ مکتب ہو گیا

بے ادب چرکین سے مہتر پسر جب ہو گیا
ہو گئی حاجت روا مقصود دل سب ہو گیا

پڑ گیا مہتر پسر کے چاند سے منہ کا جو عکس
چاہ مبرز بے تکلف چاہ نخشب ہو گیا

رفع حاجت کیلئے آیا جو پاخانہ مین یار
گھورا گھاری میں ہی حاصل اپنا مطلب ہو گیا

باغ باغ عاشق ہوئی لینڈی خوشی سے تر ہوئی
خون گل پر تمہارے دسترس جب ہو گیا

خدمت بیت الخلا غیر نجس سے چھٹ گئی
چھن گئی جاگیر اسکی ضبط منصب ہو گیا

بیٹھنا بیت الخلا مین غیر کو کب تھا نصیب
دستگیری سے تمہاری اب مقرب ہو گیا

پچوں شی کی گوسن کے آگے ہمنے رعب حسن سے
اپنا خاموشی ہی مین سب عرض مطلب ہو گیا

چھوڑ دی کمر پہ جسدم زلف شبگون یار نے
وصل کا بھی روز چرکین ہجر کی شب ہو گیا

وصف گیسو پہ دل چرکین پھر مائل ہوا
پھر یہ گو عنبر نما سب کا پسند دل ہوا

گوہ اچھی تھی پر مزاج یار پھر مائل ہوا
پھر سگ سیرت کی صحبت مین وہ داخل ہوا

گو اُٹھانے پر دل اغیار پھر مائل ہوا
یار کے بیت الخلا مین آ کے پھر داخل ہوا

غیر پھر وہ ٹرا چلا آتا تھا ہگت یاد تا
پھر غبارِ کوے جانان مع تت گو سے گل ہوا

غیر جیدم یاد تا ہے ہنستا ہے وہ طفل
اسکے آگے اسکا سفرہ دم رکی جو چغن ہوا

چرکین نیا سے نہ ہو کچھ پاک طینت کو خطر
گو کے ٹٹنے سے بھلا ناپاک کب تجھون ہوا

آتی ہے رنگین بیانی پہ اگر چرکین کی طبع
تازہ مضمون سے گل آدم گل مضمون ہوا

بے یار سیر کو جو مین گلزار تک گیا
دامن پہ گل کے موت کی رنگت کا شک گیا

کیسی پہاڑ منزلِ صحرائے نجد تھی
دو چار کوس بھی نہ چلا قیس تھک گیا

ہگتا تھا غیر کعبۂ صنم مین گیا جو مین
پن کون دھونے سے خوف بھیرے کھسک گیا

پی مین نے جا کے بہرہ جانان جو مل شراب
ہگ مارا پائجامے مین ایسا بہک گیا

نشو و نما ہے باغ مین چرکین کے فیض سے
دی کھاد جس درخت مین جڑ مین پھبک گیا

گو جدا اچھلے گا خوش ہونگے اغیار جدا
سر چرکین نہ کرا و قاتل خونخوار جدا

شیخ نے خوف سے کھند وقکے یہ ہگ ہگ مالا
جیسے آلودہ جدا گو سے ہے دستار جدا

دسترس ہاتھ لگانا نہین ممکن لیکن
پہلوئے یار سے ہوتے نہین اغیار جدا

گو نہ کھا دعوی بیجا ہے ہوا و کبک دری
تیری رفتار الگ یار کی رفتار جدا

جب سے چرکین نہانے کو گیا دریا پر

گوا چلتا ہے پڑا آرجدا یار جدا

سبکو پوشیدہ جو آنکھوں سے وہ سرمایہ رہا ہوا
کھا کے افیون کو بین شیخ کی حالت ہوئی غیر
پیخانہ کی مجھے ہوتی ہے جسدم احتیاج
جو کہ اسمین ہے کہان ایسی ہوا مین آب و تاب
گلشن ہستی مین بھی مین کسقدر مشہور ہون

پتنگیان گو کی مرے آگے ہر اک تار ہوا
پیٹ وہ آپ کا پھولا ہے کہ نقارا ہوا
کون جادو دور ہگدیتا ہو نہین بستر کے پاس
موت ہے قطرہ کو رکھ دیکھو مرے گوہر کے پاس
کھاد لینے باغبان آتے ہین مجھ مہتر کے پاس

دل مین جب آئیگا جرکین پڑ رہینگے جا کے ہم
کچھ نہین ہے دور گھورا ہی ہمارے گھر کے پاس

بحث کھاد اسے یا جسباق کی تلاش
وہ ہین ہم جنس لینڈی کبوتر کو بھی
یقین ہے کسی دن ہگا سنگی ہینگ
کسی کے بھی روکے سے رکتا نہین گوز
محلہ مین جرکین سے موجود ہین

کسی فصل گل رائے گگان کی تلاش
ہمارے ہی سے استخوان کی تلاش
نہین مار نا مہربان کی تلاش
پھرے جا کے خالی جہان کی تلاش
اگر آپ کو ہے مکان کی تلاش

میکدے سے نہ غرض ہمکو نہ بتخانے سے
مجکو جرکین شب و روز ہے بس یار سے ربط

ساغری جرتی ہے ساقی بجھانی ہے شمع
تیرے رخ کے سامنے پروانہ بجاتی ہے شمع

آئی کس دختر پسر کے ساتھ یمین تن کی یاد
اسقدر وحشت کدہ اپنا یہ خانہ ہوا!

بزم گھور الینڈ کی صورت نظر آتی ہے شمع
جان کے خطرے سے ای حیرکین گھبراتی ہے شمع

کیا خطا حیرکین کی ثابت کی جو کہتے ہو بڑا
ہر گھڑی کی گو ہا جھی چھی جان سن بجز نہین

گلستان دہر مین کچھ سا کوئی گلرو نہین
مین وہ مجنون خود رفتہ ہون نظر و نہین مری
بزم جانان مین نکل جاتا ہے رک سکتا نہین
خانقا مین پادتا پھرتا ہے یہ جہنمی سے شیخ

تو وہ غنچہ لب ہے جسکے پاد مین بد بو نہین
خال رخسار پری ہے وہ بشکل آہو نہین
کیا کرون ناچار ہون کچھ گو زیر قابو نہین
اور کہتا ہے بہت کھانے کی مجکو خو نہین

جانتا ہے آپ کو گوہرے سے بھی ناچیز تر
سچ تو ہے حیرکین سا کوئی بھی گو در گو نہین

پٹارہ تو بھی اے حیرکین برابر پاخانہ مین
چلی آتی ہے بو عنبر کی ہر اک گو کی لینڈ مین
نصیب دشمنان انسان کو دھارین بر خیالی
ہوا ہے پاخانہ قبض خون سے گلشن دنیا
حیا کو کرکے رخصت کھولدیتے وہ پاجامہ

وہ بت ہگنے کو آئے کا مقرر پاخانہ مین
کھلی کس گل کی ہے زلف معنبر پاخانہ مین
نظر آتی ہین بو عین خجل گوہر پاخانہ مین
بنی ہین لینڈیان رشک گل تر پاخانہ مین
عنایات و کرم ہوتے ہین ہمپر پاخانہ مین

کرین نظارہ اسکے حسن کا ہر لحظہ اے حیرکین
اگر رہنے دے حیرکین شغلہ یہ در پاخانہ مین

ہگدے اگر چہ وہ بت بے پیر ہاتھ مین
لے گو کا بوسہ عاشق دلگیر ہاتھ مین

اس نجس سے شیخ پھرتے ہین گلیو نمیں شہر کی
بوتل بغل مین مے کی ہے خنزیر ہاتھ مین

از بسکہ اسکی زلف کا ہگنے مین بھی ہے دھیان
پاخانہ مین ہے پاؤن کی زنجیر ہاتھ مین

کیا حال مجھ ہگوڑے کا ہمدم ہو پوچھتے
گو ہیل پری کی رہتی ہے تصویر ہاتھ مین

رستم کا خوف سے وہین پیشاب ہو خطا
عریان ہو دیکھے یار کی شمشیر ہاتھ مین

خوف صنم سے جو یہ زمیندار ہگتے ہین
دیتے ہین پیشگی زرِ جاگیر ہاتھ مین

رکھتا ہون گو کی طرح سے اسواسطے چھپا
دیکھے نہ غیر تا تصویر ہاتھ مین

چرکین شوق زیب ہے پاخانہ مین اسے
ہگنے مین بھی ہے زلفِ گرہ گیر ہاتھ مین

رندو نہ لاؤ شیخ کی شیخی خیال مین
خصلت یہ گو کے کھانیکی اس سگ خصال مین

جب گوز خود شتر لیے لگائے وہ غنچہ لب
کیا لائے بلبلاون کا ستانہ خیال مین

بیت الخلا مین یار نے کی دعوت رقیب
یہ جانو کچھ ضرور ہی کالا دال مین

بلبل تو جاتی بھی نہین سیر کی بھی بو
بو سیب کی ہے یار کے پھولے گال مین

داڑھی کو اپنی شیخ تو پیشاب سے منڈا
آزاد رند چکھتے ہیں کب تیرے جال مین

کھلوائیے رقیب پہ وہ ٹانشال ہو
گو ہین کے پادے آم ٹپکے جون چپال مین

چرکین نے جب سے سونگھی ہے وہ زلفِ مشک بیز
عنبر کو تب سے باندھا ہے گو کی مثال مین

کالک لگے نہ ریش سفید جناب میں — اے شیخ جی ملائیے نورا خضاب مین

ہے محتسب حرام کا تکا حلال خور — دو موت کو ملا کے شراب و کباب مین

افسانہ میرے دیدۂ گریان کا سنتے ہی — ڈر ڈر کے موت دیتے ہیں اغیار خواب مین

رند و خراب غرق کرے گا ہگوڑا سا شیخ — اچھلے گا گو بلاؤ نہ بزم شراب مین

بولا گیا ہے قبض کے مارے رقیب گر — حقنہ کرین ملا کے دھتورہ گلاب مین

پیشاب کر کے تھالے مین دیکھے ہے اپنا منہ — اس رخ سا ہے فروغ کہان آفتاب مین

جرکین عدم کی راہ سے کب تک اٹھائیگا یان کو
عالم سے ہے مزبلے کا جہان خراب مین

کیا دوستی کا سفل اعلی کو مارتے ہین — شیخون کی طرح لینڈی کتے ڈکارتے ہیں

عمامہ چل کے سر سے زاہد کے مارتے ہیں — اس گو کے کو گرے کو سر سے اتارتے ہیں

سنت یہ قبض کی ہے بیتاب ہو کے ہر دم — کھڈی پہ شیخ صاحب سر دے مارتے ہین

اس گل کی سوکھی لینڈی جب دیکھتے ہیں بلبل — گل برگ تر کو اس سے ساقی اتارتے ہیں

طرفہ یہ ماجرا ہے بیت الخلا کے اندر — لے لے کے نام میرا ہر دم پکارتے ہین

پریان ہین بلائین افسون کو پڑھ کے حیضر کین
شیشے مین دیو کو بھی انسان اتارتے ہیں

قبلہ رو سنجانے ہی مین موتنے جاؤن کہان — گر دہ موقوف شیخ کے منہ میں پھیر موتون کہان

آنکھ آج آنکھوں کی گردش کے بغیر گھی جاوئی — ہمسری آئی ہے کر سکے گردش گردون کہان

لے اسے بھی اپنے گھر ای سوز عشق دلبری
بالکل قمری ہے سو بھی ہو گئی کیا دھار سے
یاد گیسوے صنم کی ہے بجا ہم سے سیکڑ
خانۂ دل جل گیا ہین نقد دل رکھون کہان
سرو کندہ سا کہان اسکا قدِ موزون کہان
گو گئی پاس اپنے نہین ہے دولت قارون کہان

نیار یا نبکر نہین آیا ہون جرکین تنگ سون
زر کمانے دفع حاجت کے لئے جاؤن کہان

آجاتی ہے طاقت ترے بیمار کے تن مین
ہلکا سہے گل اندام مرا جیسے چمن مین
جھوٹے تو کیا کرتے ہین عشاق ہے وعدے
اسہال کی شدت سے ہوا تیرا جو بیمار
گو گھول کے تیرا جو چواتے ہین دہن مین
گھورے پہ نہ کوٹھڑی مین گڑھیا مین صحن مین
بو گو کی ملانے گئے غنچہ سے دہن مین
غسال کو خطرہ ہے کہ ہگ دے نہ کفن مین

لازم ہے جرکین اگر ملے تجھے مین سنیٹھے
سنیٹھے کے عوض گو کو ملین اسکے بدن مین

دیکھتا ہے مہتر پیسر کی ہو نہین صورت خواب مین
کونسی گھڑی پہ لگے عشق مین دیوانہ ہون
سامنے رندو کی چون کرتا نہین ہر مین مخنچ
ہینگ لگتا ہون شیعہ قرتین مین آگھون ہگ
گو اچھلنے کی رہا کرتی ہے صحبت خواب مین
رات بھر مہتر کو کہاتے ہیں نجاست خواب میں
انکے شیطان بھی دکھلاتا ہے صورت خواب مین
ایک شب تو آ صنم ہے عبادت خواب مین

باغ مین جرکین کور کھون گل ترکی طرح
آکے بھونسے کرے گر وہ عنایت خواب مین

دست آتے ہیں اگر مجھکو تو اس کا غم نہین
یعنی بدہضمی مری جلاب سے کچھ کم نہین

ہجر مین جون جمن گھوڑے سے مجھکو کم نہین
پھٹکیان ہین گل نہین ہے شیلہ ہے شبنم نہین

لبسکہ ضعف یار سے رہتا ہے استغنا مجھے
کونسا دن ہے جو پاجامہ ہمارا نم نہین

وقت تنہائی صدا آتی ہے میرے کان مین
گوز سا دنیا مین مجھکو غیر از گل آدم نہین

ہان اگر تونے سنا ہوگا جبل بندہ وہ ہے
عشق دنیا مین تجھے غیر از گل آدم نہین

پائخانے مین رہا کرتے ہین
گو کے مضمون بستہ ہوا کرتے ہین

اے پری جو ترے دیوانے ہین
تجکے گھوڑے پہ چپ کرتے ہین

آتا ہے روز بواسیر کا خون
لعل و یاقوت ہگا کرتے ہین

سامنے جاتے ہی ہم قاتل کے
خوف سے پاد دیا کرتے ہین

چاہیے رکھ لین وہ ہگنے کی بھی جا
جو کہ پاجامہ سیا کرتے ہین

ملتے ہین پالون سے چہرۂ گین کو
مہربان آپ یہ کیا کرتے ہین

ہے وہ گہ و یاد ہم کو گلشن ایجاد مین
نکہت گل ہے سوا خوشبو ہے جسکے پاد مین

شاخ گل پر باغ مین لا سا لگاتا ہے عبث
بیٹ بلبل کی نہ بھر جائے کف صیاد مین

جلوہ فرما کونسا گہ وہ ہوا گھوڑے پہ آج
خوشبوے گل پہ نکل آتا ہے عالم گماد مین

پائخانہ میرے آنے سے سجا ای جان من
نیند یا ہے خاک رو بون کی ہے وہ اولاد مین

دم مین بھر دیتی ہے وہ زخم دہان اختیار کو

مرہم زنگار کا چرکین اثر ہے کہا دین

جو اختر و نیر ترے بن نگاہ کرتے ہین
تو گوکی پھٹکیون کا اشتباہ کرتے ہین

خزانیا ٹھیکرے میں سو مکے ذرا دیکھین
برابری تری کیا مہر و ماہ کرتے ہین

جو غیر پادتے ہیں دل سے آپ سنتے ہیں
خیال ادھر نہین ہم آہ آہ کرتے ہین

چمن اسکو اقتاس کا سمجھتے ہین دست
جو ہجر مین سوے سوسن نگاہ کرتے ہین

زیادہ خواری سے کر منع گوزنگوا اے شیخ
تجھے ہے فکر عبث ہم نگاہ کرتے ہین

جو دھار موت کی اک ڈالتے ہین ہم اے ابر
ابھی یہ کشتی گردون تباہ کرتے ہین

نہین پہ وٹا کوئی مجھ سا دوسرا چرکین
یہ وٹون کا تجھے ہم بادشاہ کرتے ہین

سدسے افیونیونکے گھولکے پچکے پی ہین
شیخ صاحب کو اگر نشۂ تریاک نہین

موت کے حوض میں کسطرح نہ ڈوبے چرکین
میر مچھلی کی طرح سے تو وہ پیراک نہین

گل آدم مری قسمت نے بنایا مجھکو
ہاتھ کیا پاؤن کسی نے نہ لگایا مجھکو

یاد دریا مین جو گہنا ترا آیا مجھکو
موج نے لینڈیونکی طرح بہایا مجھکو

عشق سفرے کا نہین یار کے دلکو میرے
حوض مین گو کے نصیبون نے گرایا مجھکو

گو مین اتھڑے ہوے ہین شیخ بشکل کتا
آپ کا خرقۂ پشمینہ نہ بھایا مجھکو

مستراتی کا اٹھانے مین ہوا ہے دم بند
ایک بھی دست جو کھلکر نہین آیا مجھکو

کوچۂ یار مین چرکین پڑا کہتا ہے
گو سمجھکر بھی کسی نے نہ اٹھایا مجھکو

کوئی آشنا پہنچ جاے طعن خاص و عام ہو
ہو مے مین یاد ہے کوئی چرکین ہمارا نام ہو

میکدے مین ہو گذر مجھسے گو رے کا اگر
موت سے شیشہ ہو پر گو سے جام ہو

اک بت لیستہ دہن کی چشم کا بیمار ہون
میرے نسخہ مین طبیبو روغنِ بادام ہو

ہجر مین ساقی اگر دے مجکو جو تکلیف شراب
اول سفر اوہی سے بہتر بادۂ گلفام ہو

پائخانے میں جو گذرے زلف شبگون کا خیال
صبح سے ہگنے جو بیٹھون ہگتے ہگتے شام ہو

چشم کی گردش دکھائے وہ اگر دریائے حسن
حوض میری گو بھی اک گردش ایام ہو

ضبط آہ نیم شب سے بیقراری کیا عجب
جبکہ بند ہو آدمی کا گوز بے آرام ہو

چار دن چرکین کی ہو جسکے مکان مین بود و باش
گو سے آلودہ در و دیوار سقف و بام ہو

گو کھانا خالی دنیا سے قاتل کے وار کا
سینہ بھی کر سپر جو میسر سپر نہ ہو

رسوا کیا ہے تلے جسطرح غیر کو
بدنام یار کر بھی کوئی اسقدر نہ ہو

کیسا علاج آپ کا ٹھہرا ہے شیخ جی
ہے درد سر گرد تو کبھی درد سر نہ ہو

قاتل اے شوخ نہ چرکین سے مردار کا ہو
گو سے آلودہ نہ پھل تری تلوار کا نہ ہو

ٹوکری گو کی تراشنے کے لئے منگوا لون
دل بٹھانا مجھے مطلوب جو دلدار کا نہ ہو

وقت پیشاب جو دھیان آئے ترے دانتون کا
موت کی بوند مین عالم دُر شہوار کا نہ ہو

یاد سے پاد سے مر جائے وہ ہگ ہگ ہارے
آگے گھوڑے پہ کھڑا ہو جو مرار شکلِ قمر
اسکے ہے رنگ بجالاکے گردے کا پیشاب
ہجر میں آور ہا بستر عمیر ہے یہ اپنا احوال

زخمی رستم بھی اگر یار کی تلوار کا ہو
گل آدم میں بھی نقشہ گل گلزار کا ہو
نہ بچے وہ کہ جو زخمی تری تلوار کا ہو
جس طرح گو یہ عالم کسی مردار کا ہو

موجیں لینڈی طرح اس کو بہالے جائیں
عزم جرکین جو اس پار سے اس پار کا ہو

عشق کا رنگ جو اے گل نظر آیا مجکو
بل سے نامردی مرا ہو گیا پیشاب خطا
اسکے در ہی پہ ہگا میں نہ اُٹھا پہ نہ اٹھا
کوزی کی شکے صدا گل کا ہو پیشاب خطا

دیکھ کر جلنے لگے بلبل شیدا مجکو
گل ہنڈ پیچ سے جو ہیں گھورے پہ گھورا مجکو
پائخانے کا ہوا رات جو خطرا مجکو
ہگ دیا بس وہیں بلبل نے جو دیکھا مجکو

ایسے پادوں پہ کیا کرتا ہوں پیشاب اے شیخ
عشق جرکین کا چھوٹے گا نہ ہگو مجھکو

چاندنی کے کھیت میں گھنے جو بیٹھا ماہرو
میان سے تلوار کھینچی حیدر کرار نے
کسی کی پاد سے اُڑتے نہ کنکری دیکھی
جھک جھک کے وہ جاتی ہیں تانے کے باہر

لینڈ خم کھا کر ہلالِ چرخ گردوں ہگیا
مارے ڈر کے ہگ دیا سب لشکر کفار نے
اڑا دیتا ہے سبھی کا پہاڑ پھسکی سے
اڑا دیتا ہے بھجا جوار پھسکی سے